'ختنہ' ہوتی تو ضروری ہوتا کہ یہود 'حنیف' ہوتے۔ دریں حالیکہ اللہ نے انھیں اس سے خارج قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوا: وَمَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا ' ابراہیم یہودی اور نصرانی نہ تھا، بلکہ وہ یکسو، اطاعت گزار تھا۔ پس معلوم ہوا کہ صحیح بات یہ ہے کہ 'حنیفیت' نہ صرف ختان (ختنہ) کا نام ہے اور نہ صرف حج بیت اللہ کا۔ بلکہ اس کی حقیقت وہ ہے جو ہم نے بیان کی یعنی ابراہیم کے طریقہ پر جمنا، اس میں ان کی (مکمل) پیروی اور (بہمہ وجوہ) اقتداء اور ہم رکابی۔[۱۰۹]

حافظ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے نظائر میں سورۂ انبیاء اور نحل کی مذکورہ بالا آیات ۲۵ اور ۳۶ نقل کی ہیں۔ اور اس کے بعد اس کے اگلے ٹکڑے:

وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ	اور یہ کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور
وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ (بینہ: ۵)	یہی طریقہ ہے راستی کا۔

کے سلسلے میں بہت سے علمائے امت کا یہ خیال نقل کیا ہے جو اس آیت سے استدلال کرتے ہوتے ایمان کے اندر اعمال کو داخل قرار دیتے ہیں۔ جن میں علاوہ اور لوگوں کے امام زہریؒ اور امام شافعیؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔[۱۱۰] 'حنفا' کے سلسلے میں انھوں نے سورۂ انعام میں کی گئی اپنی گفتگو کا حوالہ دیا ہے۔ سورۂ انعام میں یہ لفظ دو مقامات پر آیا ہے۔

۱۔ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي	میں نے اپنا رخ موڑ دیا اس ذات کی طرف
فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا	جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، یکسو
وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۷۹)	ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

۲۔ دوسری آیت کریمہ یہ ہے:

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ	(کہو کہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا	سجھائی، ٹھیک دین، ابراہیم کا طریقہ جو یکسو
مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ	تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو کہ میری
مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي	نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت
وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي	(سب) اللہ کے لیے ہے جو سارے
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ	جہان کا حاکم ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں۔